ڈاکٹر محمد صدیق (نیاز مند)
لیکچرار شعبہ فارسی
کشمیر یونیورسٹی سرینگر

خواجہ میرم بزاز بحیثیت ایک شاعر اور نثر نگار

خواجہ میرم اکبری عہد میں کشمیر کے ایک ممتاز عالم تھے ان کا تعلق کشمیر کے ایک متمول گھرانے سے تھا وہ تاجر پیشہ تھے۔ خواجہ صاحب کو علوم ظاہری و باطنی میں کمال حاصل تھا وہ نثر نگار ہونے کے علاوہ اپنے زمانے کے ایک اچھے شاعر بھی تھے۔

کشمیر میں خواجہ میرم اپنے زمانے کے ایک بڑے دولت مند شخص تھے اور دنیوی جاہ و حشم رکھنے کے ساتھ ساتھ انہیں سلوک کا ذوق و شوق بھی تھا۔ وہ حضرت شیخ حمزہ مخدومؒ کو اپنا پیر طریقت تسلیم کرکے انکے ارشار پر دشوار ریاضتوں اور عبادات میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ معنوی علوم میں بھی انہوں نے بڑا مرتبہ پایا۔ انکے معاصر صوفی باباحید رتیلہ مولٰے ہدایت المخلصین میں ان کے متعلق رطب اللسان ہیں

"اخوی، ابدال العصر و تاد الوقت خواجہ میرم...... چون بجناب الیشان (حضرت مخدومؒ) رسیدہ، ابدال شدہ بود، انشا اللہ تعالٰی لایق ترقیست و قابل مترقی......"

خوارق السالکین کے مصنف نے خواجہ میرم کو یوں خراج تحسین پیش کیا ہے ؎

خسرو شہر کرامت، سرور ملک قدح (؟)
رہبر راہ ریاضت، یاور اہل کرم

آہوئے دستِ حقیقت، لالۂ باغِ فنا
ساقیٔ بزمِ عبادت، ماہیٔ بحرِ بقا[۳]

حضرت مخدومؒ ان پر بہت مہربان تھے اور انہوں نے خواجہ میرمؔ کو کمر بند بطور تحفہ عنایت کیا تھا۔ خواجہ جب تک زندہ تھے تب تک وہ اس کمربند کو سینے سے لگائے رہے[۴] وفات پانے کے بعد خواجہ صاحب مزار ملہ کھاہ میں ہارہ مسجد کے نزدیک مدفون ہوئے[۵]۔

خواجہ میرمؔ نظم و نثر دونوں میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ فارسی نثر میں انہوں نے تذکرۃ المرشدین تصنیف کیا ہے اور شعر و شاعری میں انکی "مثنوی غزلی"[۳] بہت مشہور ہے[۶]

تذکرۃ المرشدین اکبر کے زمانے کا ایک عام تذکرہ نہیں بلکہ اس میں خواجہ میرمؔ نے اپنے مرشد طریقت حضرت مخدومؒ کے حالات و راہ سلوک میں انکے مقامات پر روشنی ڈالی ہے۔ تحایف الابرار میں درج ہے: "در حالات و مقامات حضرت پیر بزرگوار کتاب تذکرۃ المرشدین از جملۂ تصانیف اوست"[۷] اس کی تصدیق خود خواجہ سے بھی یوں ہوتی ہے:"......احوال پیر خودم،..... ازین جہت تذکرۃ المرشدین نام نہادہ شد"[۸]

مذکورہ کتاب میں مصنف نے حضرت مخدومؒ کے تفصیلی حالات درج کرنے کے علاوہ انکے خلیفوں اور مریدوں کے حالات بھی شرح و بسط کے ساتھ تحریر کئے ہیں جو کہ مصنف کے معاصر بھی تھے۔ اس لحاظ سے تذکرۃ المرشدین حضرت مخدومؒ کے مریدوں کے حالات اور انکی تصنیف و تالیفات سے متعلق بھی پہلے درجے کا مأخذ ہے۔

جہاں تک تذکرۃ المرشدین کی تاریخ تصنیف کا تعلق ہے یہ کتاب خواجہ صاحب نے ۹۹۷ھ میں مکمل کی ہے چنانچہ کتاب کے اختتام پر وہ لکھتے ہیں:۔

"این نسخہ در سال ۹۹۷ھ سبع و تسعین و تسعمائۃ ترتیب یافت"[۹]

حضرت مخدومؒ کے حالات میں دوسری تحریر کی جا چکی تصنیفات کی طرح خواجہ میرمؔ نے تذکرۃ المرشدین کو مختلف حصوں اور ابواب میں تقسیم نہیں کیا ہے بلکہ

ابتدا سے آخر تک حضرت کے کشف وکرامات اور انکی ریاضتوں اور عبادات سے پر ہے۔ حضرت کے کشف وکرامات کے ضمن میں انکے بعض مریدوں کے مشاغل اور راہ سلوک میں ان کی ریاضتوں کا بھی ذکر ملتا ہے۔ مصنف نے حضرت مخدومؒ کے مریدوں کے کشف وکرامات بیان کرنے میں اسی طرح مبالغہ سے کام لیا ہے جس طرح اپنے پیر طریقت کے کشف و کرامات میں۔ اس کتاب کا سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ حضرت مخدوم اور انکے مریدوں کے کشف وکرامات کا ذکر بار بار کیا ہے۔ اس کتاب کی ایک اور خامی یہ ہے کہ ایک شخص کے احوال صرف ایک ہی جگہ قلمبند کرنے کی بجائے کئی جگہوں پر درج کئے گئے ہیں جس کی بدولت زیر نظر کتاب کے مطالعہ کرنے والے کو بڑی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جب تک کہ کتاب کا مطالعہ ابتدا سے آخر تک نہیں کیا جاتا اس وقت تک اس کتاب میں درج کسی بھی شخص کے مکمل حالات سے پوری واقفیت بہم نہیں پہنچتی
ایسا محسوس ہوتا ہے کہ خواجہ میرم نے تذکرۃ المرشدین میں کسی

ایسے نئے اور خاص نکتے کی طرف اشارہ نہیں کیا ہے جو انکے معاصرین نے اپنی تصنیفات میں ان سے پہلے بیان نہ کیا ہو بلکہ خواجہ نے حضرت مخدوم کے حالات مرتب کرنے کے لئے چلچلہ العارفین، ہدایت المخلصین، ورد المریدین، راحت الطالبین، تذکرۃ العارفین سلطانی وغیرہ جیسی کتابوں کو ملحوظ نظر رکھکر تذکرۃ المرشدین مرتب کی ہے۔ اس طرح سے متذکرہ بالا تمام تصنیفات کم وبیش تذکرۃ المرشدین کے مصنف کے ماٰخذ رہی ہیں۔ یہاں پر یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ان کتابوں کے مصنفین یا تو خواجہ میرم کے دوستوں میں سے تھے یا انکے ساتھ میرم کے قریبی تعلقات تھے تذکرۃ المرشدین میں بعض جگہوں پر خواجہ میرم نے چک حکمرانوں کے زمانے کے سیاسی حالات بھی ثبت کئے ہیں اور ان میں سے خاص طور پر غازی چک کی سفاکی اور مظالم کو مصنف نے متعدد بار تحریر کیا ہے۔ لیکن جہاں کشمیر کے اکثر مقامی مؤرخوں اور تذکرہ

نگاروں نے سلطان حسین شاہ چک کو ایک ظالم بادشاہ تسلیم کیا ہے وہاں حضرت مخدومؒ کے مریدوں میں سے غالباً خواجہ میرم تنہا ایک ایسے شخص ہیں جنہوں نے حسین شاہ چک کو اپنی سی غزلی میں بڑی تعریفیں کی ہیں فرماتے ہیں ؎

دمی بگذار ساقی بی می و مطرب کہ در دوران

طرب انگیز دور پادشاہ کامران آمد

دُرِ دُرجِ کرم، سلطان حسین عادل و باذل

کہ در عدل و سخا چون حاتم و نوشیروان آمد

درین نظم غزل مدح و ثنایش چون توان گفتن

کہ اوصافش برون از حد تقدیر و بیان آمد

کتاب تذکرۃ المرشدین آج تک چھاپی نہیں گئی ہے۔ اس کتاب کے قلمی نسخے کشمیر میں وافر تعداد میں ملتے ہیں۔ مذکورہ کتاب کے چار نسخے خط نستعلیق میں کشمیر یورسٹی کے کتب خانۂ مخطوطات میں زیر شمارہ ہای ۵۰۴، ۶۱۰، ۶۱۲، ۹۰۳ محفوظ ہیں۔ کتاب کا آغاز حمد و ثنائے پروردگار کے بعد یوں ہوتا ہے:

"اما بعد فیقول الفقیر الحقیر ضعیف النحیف میرم کہ خاک روب آستان بوستانِ غوث الثقلین و قطب الکونین شیخ المشائخ سلطان العارفین، مرشد بر و بحر، حضرت مخدومی مخدوم شیخ حمزہ کشمیریؒ۔۔۔۔۔۔۔۔" اور نسخہ کی آخری عبارت حسب ذیل ہے"۔۔۔۔۔۔۔۔ احوال پیر خود ازین جہت تذکرۃ المرشدین نام نہادہ شد و این نسخہ در ۹۷۷ ہجری بسبع و سبعین و تسعمایہ ترتیب یافت[۱۲]"

خواجہ میرم نے تذکرۃ المرشدین کی تصنیف کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ حضرت مخدوم کے ارشاد پر جب میرم نے کچھ وقت ریاضت و مراقبہ میں گذارا تو اسکے بعد انکے دل میں یہ شوق پیدا ہوا کہ حضرت مخدومؒ کے حالات تحریر

Scanned by CamScanner

کرلے تاکہ حضرت کے مخلصین انہیں بھی حضرت کے مریدوں کے زمرے میں شامل کرکے ان کے حق میں دعائے خیر کریں وہ رقمطراز ہیں:۔

"دربیان سبب تألیف وباعث تصنیف این نسخہ تذکرۃ المرشدین چنانچہ از رخصت یافتن از جناب حضرت پیردستگیر بہ طریق مراقبہ کہ معمول ابد الانست........ پوشید نماند کہ فقیر میرم........ اگراین نسخہ دربیان احوالات ومقامات کشوفات وکرامات و علامای پیردستگیر خود بطریق نثر مشحون از بعضی لآلی بیانش سازم شاید کہ اندک از کارہای نیکو منفعل گشتہ........... تا باشد کہ مخلصی معتقدی ومریدی وحلقہ بگوشی وخاکساری از مخلصان وخاکساران آن حضرت این فقیر را یاد آورد........ و درگاہ وبیگاہ از غلامان بلا واسطۂ آں جناب محسوب ومعدود سازد"[۱۱]

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ خواجہ میرم کشمیری کشمیر میں اکبری عہد کے ایک نثر نگار ہونے کے علاوہ شعر وشاعری میں بھی اچھا سلیقہ رکھتے تھے ان کے مجموعۂ کلام میں سے انکی "سی غزلی" مشہور ہے۔ جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں صرف ان کی تیس غزلیں ہونی چاہیئے تھیں لیکن اس مجموعے میں ۳۲ غزلیں ہیں۔ خواجہ کی "سی غزلی" کے بارے میں یہ یقینی نہیں کہ آیا واقعی خواجہ میرم نے ہی اسے مرتب کیا تھا یا بعد میں کسی نا شناس شخص نے انکے دیوان غزلیات میں سے تیس غزلوں کا انتخاب کرکے مرتب کیا ہے کیونکہ "سی غزلی" کا جو نسخہ کتب خانۂ کشمیر یونیورسٹی شعبہ مخطوطات میں زیر شمارہ ۵۲۹ محفوظ ہے وہ قاضی نظام الدین خانیاری نے ۲۰، ماہ ذی الحج ۱۲۷۱ھ میں نقل کیا ہے۔ قاضی نظام الدین نے نسخے کے آخر میں ایک اہم نکتے کی طرف اشارہ کیا ہے جو ہمیں اس پر اور زیادہ تحقیق و تجسس کرنے کے لئے متحرک کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے:۔ "حکیم غلام حسن ولد شیخ محمد شاہ برادر حسن مورخ ساکن گامرو حال چک ارسلاخان کے مملوکہ نسخۂ دیوان میرم سے نقل ہذا مرتب کی گئی۔"[۱۲]

اس عبارت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خواجہ میرم ایک صاحب دیوان شاعر تھے اور پیرزادہ غلام حسن کھویہامی مؤرخ تاریخ حسن کے بھتیجے کے کتب خانے میں ان کا دیوان موجود تھا۔ اس ضمن میں "سی غزلی" کے آخر میں اسکے کاتب نظام الدین نے صفحے اکے دائیں حاشیہ میں یہ عبارت بھی نقل کی ہے جو کم قابل غور نہیں

"کاتبہ و مالکہ شیخ عبدالرسول بتاریخ ۲۲، شوال ۱۲۲۵ھ ہجری تحریر یافت"

متذکرہ بالا دونوں عبارات کو ملحوظ نظر رکھکر تذکرۂ اولیائے کشمیر اور تحایف الابرار میں درج خواجہ میرم کی "سی غزلی" کے متعلق یہ اندازہ لگانے میں مدد ملتی ہے کہ خواجہ ایک صاحب دیوان شاعر تھے اور انکے دیوان کا جو نسخہ حکیم غلام حسن کے کتب خانے میں محفوظ تھا اسکی کتابت شیخ عبدالرسول نے ۲۲، شوال ۱۲۲۵ھ میں کی تھی اور اس نسخۂ دیوان میرم سے کسی ناشناس شخص نے غالباً خواجہ میرم کے دیوان غزلیات میں سے تیس غزلوں کا انتخاب کیا تھا اور اس کا نام "سی غزلے" رکھا گیا لیکن زمانے کے مرور کے ساتھ ساتھ بعد میں "سی غزلی" کے ساتھ کسی دوسرے ناشناس شخص نے دو اور غزلوں کا اضافہ کیا اور آج کل یہ ۳۲ غزلوں پر مشتمل "سی غزلی" ہے!!! پیرزادہ غلام حسن مؤلف تاریخ حسن (تذکرہ اولیائے کشمیر) اور حاجی محی الدین مسکین مؤلف تحایف الابرار دونوں نے خواجہ میرم کی صرف "سی غزلی" کا نام، اور خواجہ کے دیوان کا ذکر نہیں کیا ہے اور ان دونوں تذکرہ نگاروں نے ۱۲۲۵ھ کے بعد (جبکہ عبدالرسول نے دیوان خواجہ میرم نقل کیا تھا) اپنی تصانیف مرتب کی ہیں۔

خواجہ کی غزلیات کی سب سے اہم خوبی یہ ہے کہ ان میں زیادہ تر جمالیاتی عنصر نظر آتا ہے۔ میرم نے ان غزلوں میں کوئی دقیق فلسفہ یا کوئی باریک نکتہ بیان نہیں کیا ہے بلکہ سیدھے سادے الفاظ میں اور سلیس و آسان اسلوب میں اپنے محبوب کی جدائی

Scanned by CamScanner

میں اپنا سوز و گداز اور محبوب کے خط و خال، سرو، سنبل و صنوبر، قد، زلف، رخسار، رخ چشم، مژگان، لب شیرین، گل و بلبل اور جمال وغیرہ چیزوں کا بڑی آب و تاب کے ساتھ ذکر کیا ہے مثلاً محبوب کے فراق میں بے قرار خواجہ میرم یوں محبوب کی خاطر آنکھیں نثار کر کے دیدار کے متمنی ہیں ؎

بسوختم بت من بی رخ تو زار امشب
چو شمع در غم رویت بکنج تار امشب
بہ رہگذار تو دارم دو چشم گوہر بار
بیا کہ گوہر چشمت کنم نثار امشب [۱۵]

خواجہ میرم کا انداز اس ضمن میں نہایت پر درد اور پر تاثیر ثابت ہوا ہے کہ انہوں نے اپنی غزلوں میں محبوب کے حسن کی توصیف میں الفاظ اور تراکیب کا اس چابکدستی کے ساتھ انتخاب کیا ہے کہ ہر لفظ اپنی مناسب جگہ بر محل اور شعر کے سانچے میں ڈھلا ہوا نظر آتا ہے۔ الفاظ کی شان و شوکت، مترنم الفاظ کا انتخاب، نزاکتِ بیان، حسنِ تعلیل اور مراۃ النظیر انکی غزلوں کو اور بھی زیادہ مؤثر بنا دیتے ہیں اور یہ تاثیر بالخصوص انکی ایسی غزلوں میں بدرجۂ اتم نظر آتی ہے جن میں انہوں نے محبوب کے سراپا کی تصویر کھینچی ہے۔ حسب ذیل شعر ملاحظہ فرمایئے ؎

دلم دور از گل رویت چو بلبل در فغان آمد
فغان کز فرقت رخسار آن گل دل بجان آمد۔
دہانت غنچۂ قدت سرو رویت گل خطت ریحان
جمالت در بہارِ حسن رشک گلستان آمد [۱۶]

کبھی کبھی مسلسل غزلوں میں بھی انکا یہی درد ملتا ہے۔ ایک اور غزل کے چند شعر ملاحظہ ہوں ؎

Scanned by CamScanner

جان بیمار مرا هست لب یار علاج
نیست جز نوشش بدین خستۂ بیمار علاج
جانب خسته دلان گر بگذری ازره لطف
خستگانرا شود از شربت دیدار علاج
جان و دل زار ز درد است چه گویم بطبیب
که پذیرد ز دو دار یش دل زار علاج
جان میرم طلبد مرہم درد دل ریش
درد دل را طلب از درد و غم یار علاج[17]

خواجہ میرم کی غزلیں سعدی اور خسرو کی غزلیات کی صدائے بازگشت ہیں۔ ان میں خواجہ نے انہی فارسی ادب کے مایہ ناز شعرا کی طرح اپنا درد بیان کیا ہے اور بعض اوقات تو سعدی اور خسرو کی ہی غزلوں کی زمین میں غزلیں کہی ہیں۔ مندرجہ ذیل چند نمونے ملاحظہ فرمائیے ؂

پای پیادہ آمدہ خلقی بدید نت
آہستہ ران بہ جلوہ توای دلنواز اسپ
پیکان غمزہای تو مارا ہلاک ساخت
دیگر ز بہر کشتن میرم متاز اسپ[18]

تا پردہ ز رخ آمنہ بی مہر بر انداخت
دیوانہ شد آنکس کہ بر ویش نظر انداخت[19]

ذکر آن خندہ شیرین لب تو چون نوشت
از نبات و شکر این پستہ دہان است لذیذ[20]

رشتۂ جان منت آیا کنند بیدلان
یا بود دام بلا یا زلف عنبر سای یار[۲۱]

کشادی چون ز رخ برقع بہ گلشن
زد از رشکِ رخت گل پیرہن چاک

خواجہ میرم کی ایسی غزلیں جن میں انہوں نے اپنا ذاتی اور انفرادی درد و غم اور اندوہ بیان کیا ہے انکی دوسری غزلوں کے مقابلے میں زیادہ سنجیدہ پُر درد اور دلنشین ہیں۔ ایسی غزلوں میں خواجہ عام طور پر محبوب کے جور و جبر اور ظلم و ستم کے علاوہ محبوب کے وصال میں اپنی بے قراری اور فراق میں اپنے خمیدہ پشت ہونے کا اظہار کیا ہے۔ اور کبھی کبھی خواجہ میرم بزاز جیسے عاشق شیدا کو دیدار یار اور قرب محبوب باوجود کوشش اور جستجو کے بھی نصیب نہیں ہوا ہے اور ایسی غزلیں انکے انتہائی درجے کی مایوسی، بے بسی اور بے چارگی کی پردہ کشائی کی گئی ہیں۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں ؎

یارب آن بے رحم با ما یار بودی کاشکی
دوست با ما دشمن اغیار بودی کاشکی

یار بر عشاق خود ای کاش بودی مہربان
بار قیبان بر سر آزار بودی کاشکی

یکشب از بخت یادم آنمہ گذر بر من نکرد
بخت خواب آلود ما بیدار بودی کاشکی[۲۲]

غیر جور و ستمش نیست بمن آه و دریغ
که از من مهر و وفا داشته آنماه دریغ
غلغل ناله رساندم ز غمش شب بفلک
هیچ از ناله ام آن نشد آگاه دریغ
غوطه در بحر طلب زد که بیکدم میرم
گوهر وصل نیامد بکفش گاه دریغ ۲۳

قامت من حلقه سان خم گشته از بارِ فراق
همچو من یارب مبادا کس گرفتارِ فراق
قدِ میرم شد ای مه بیتو مانندِ هلال
با قدِ خم گشته تا کی میکشد بارِ فراق ۲۴

مرغِ جانِ من نشد تنها اسیر دام تو
شد دل خلقی ز بهر دانهٔ خالت بدام
میرم کشمیری مسکین شده هندوی تو
ترک من تا چین درافگندی دران زلف چو شام ۲۵

حوالہ جات

۱ تحایف الابرار یعنی تاریخ کبیر حصہ اول برگ ۵۳ اب مخطوطہ کتب خانۂ کشمیر یونیورسٹی نمبر ۲۰۴۸ تذکرہ اولیائے کشمیر صفحہ ۱۸۵

۲ ہدایت المخلصین برگ ۱۷ الف و ب مخطوط مملوکہ کشمیر یونیورسٹی نمبر ۴۹۷

۳ خوارق السالکین از ملا احمد بن الصبور برگ ۵۴ اب مخطوطہ کتب خانہ کشمیر یونیورسٹی ۲۳۰

۴ تحایف الابرار برگ ۵۳ اب تحایف الابرار کے مصنف حاجی محی الدین مسکین کے زمانے میں یہ کمر بند محلۂ رنگہ حمام ضلع نوہٹہ کے خواجہ شمس الدین مہاجن کی تولیت میں تھا لیکن آج کل عام لوگوں میں یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ یہ کمر بند کشمیر کے میر واعظ خاندان میں موجود ہے۔

5 خوارق السالکین برگ ۵۴ اب، تحایف الابرار برگ ۵۳ اب

6 تذکرہ اولیائے کشمیر صفحہ ۱۸۵، تحایف الابرار برگ ۵۳ اب

7 تحایف الابرار برگ ۵۳ اب

8 تذکرۃ المرشدین برگ ۱۲۲ ب نسخہ نمبر ۶۱۰

9 تذکرۃ المرشدین برگ ۱۲۲ اب

۱۰ سی غزلی از خواجہ میرم صفحہ ۶ مخطوط کتب خانہ کشمیر یونیورسٹی شعبہ مخطوطات نمبر ۵۲۹

۱۱ تذکرۃ المرشدین برگ ۱۱ الف مخطوط کتب خانہ کشمیر یونیورسٹی شعبہ مخطوطات نمبر ۵۰۳

۱۲ تذکرۃ المرشدین برگ ۱۲۲ اب نسخہ نمبر ۶۱۰ مخطوط مملوکہ کشمیر یونیورسٹی شعبۂ مخطوطات

۱۳ ایضاً برگ ۱۰۱ الف و ب / ۱۰۲ الف نسخہ نمبر ۵۰۳

Scanned by CamScanner

۱۴ "سی غزلی" از میر م ص ۱۷ نسخہ مملوکہ کتب خانہ کشمیر یونیورسٹی شعبہ مخطوطات نمبر ۵۲۹

۱۵ سی غزلی از میر م ص ۲

۱۶ سی غزلی ص ۶

۱۷ ایضاً ص ۴

۱۸ ایضاً ص ۳

۱۹ سی غزلی ص ۳

۲۰ ایضاً ص ۶

۲۱ ایضاً ص ۷

۲۲ ایضاً ص ۱۶

۲۳ ایضاً ص ۱۱

۲۴ "سی غزلی" ص ۱۲ مخطوطہ

۲۵ ایضاً ص ۱۴

Scanned by CamScanner